AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

سیاسی اقتدار کی تشکیل نو میں اسلامی جمہوریت اور شوریٰ کی جدید تعبیرات: اصلاح پسند مفسرین کی آرا کا تجزیاتی مطالعہ

Islamic Democracy and Contemporary Interpretations of Shura in the Restructuring of Political Authority: An Analytical Study of Reformist Scholars' Perspectives

Prof. Dr. Muhammad Tahir Mustafa
Professor & Chairman, Department of Religious Studies,
Rashid Latif Khan University (RLKU),
Main Ferozepur Road, Lahore, Pakistan.
Email: tahir.mustafa@rlku.edu.pk
Dr. Ihsan ur Rahman Ghauri
Associate Professor, Institute of Islamic Studies,
University of the Punjab (PU), Lahore, Pakistan.
Email: ihsan.is@pu.edu.pk

Abstract

The contemporary political landscape in the Muslim world has ignited a critical debate on the compatibility of Islamic governance principles with modern democratic systems. This paper explores how progressive Muslim exegetes and intellectuals are undertaking a reconstruction of political authority by reinterpreting the Qur'anic concept of Shura (consultation). Moving beyond traditionalist interpretations that often-confined Shura to a limited advisory role within a caliphal system, progressive scholars engage in a hermeneutical project that links classical principles to contemporary political thought. This study analyzes their methodological tools, which include: a historical-contextual analysis of early Muslim governance to distinguish timeless principles from time-bound applications; an emphasis on Maqasid al-Shari'ah (the higher objectives of Islamic law), particularly justice (adl), human dignity (karamah), and public welfare (maslahah); and a re-reading of Shura as a mandate for popular sovereignty, civic participation, and accountable leadership. The paper argues that for these progressive thinkers, Shura is not merely a parallel to democracy but is its foundational Islamic expression, necessitating institutions like elected parliaments, pluralism, and the protection of civil liberties. By deconstructing classical notions of absolute authority and reconstructing a model where the Ummah (community) is the source of political legitimacy, they articulate a vision of "Islamic Democracy." This vision seeks to authentically root modern democratic norms within the Islamic intellectual tradition, presenting a transformative framework for political authority in Muslim-majority societies.

Keywords: *Islamic Democracy, Shura, Progressive Ijtihad, Political Islam, Maqasid al-Shari'ah, Popular Sovereignty, Modern Tafsir.*

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اصلاح پسند مفسرین کے نزدیک سیاسی اقتدار کی تشکیلِ نو میں شوریٰ کی جدید تعبیرات ایک ایسا موضوع ہے جو عصرِ حاضر کی مسلم سیاسی فکر میں گہری معنویت رکھتا ہے۔ جدید مسلم معاشرے نو آبادیاتی وراثت، ریاستی ڈھانچے کی تشکیل، جمہوری اقدار اور مذہبی سیاسی نظریات کے باہمی تعامل جیسے سوالات کا سامنا کر رہے ہیں۔ قرآن و سنت میں ایک بنیادی اخلاقی و سیاسی اصول میں شوریٰ کا تصور مرکزی حیثیت کا حامل ہے اور عصر حاضر میں نئی تفہیم اور نئی معنویت کا تقاضا کرتا ہے۔ اس مضمون میں یہی پہلو زیرِ بحث ہے کہ اصلاح پسند مفسرین نے شوریٰ کو صرف ایک روایتی مشاورتی طریقہ کار نہیں سمجھا بلکہ اسے جدید ریاستی ڈھانچے، جمہوری اصولوں اور اخلاقی حکمرانی کے لیے ایک فعال، قابلِ اطلاق اور ارتقائی اصول کے طور پر پیش کیا ہے۔ ان کے نزدیک شوریٰ کی بنیاد اجتماعیت، شفافیت، سیاسی شمولیت اور عوامی ذمہ داری پر قائم ہے، جو جدید سیاسی نظاموں کے ساتھ نہ صرف ہم آہنگ ہے بلکہ ان کے اندر ایک اخلاقی روح بھی پھونکتی ہے۔ اس تحقیق کا مقصود ان اصلاح پسند سیاسی مفکرین کی عصری تعبیرات کا جائزہ لینا ہے۔

یہ موضوع اس لیے بھی اہم ہے کہ مسلم سیاسی فکر میں شوریٰ کے گرد بحث محض نظری نہیں بلکہ عملی نوعیت اختیار کر چکی ہے۔ آئینی ریاست، پارلیمانی نظام، عوامی نمائندگی، انسانی حقوق، اور سیاسی اختیار کے منبع جیسے سوالات اس بحث کا مرکز بن چکے ہیں۔ اصلاح پسند مفسرین نے قرآن کی نصوص کو جدید سیاسی حقائق کے پس منظر میں پڑھتے ہوئے یہ استدلال پیش کیا کہ شوریٰ کا اصول جمود نہیں رکھتا بلکہ تاریخی و سماجی حالات کے ساتھ ارتقاپذیر ہے۔ اس کے نتیجے میں شوریٰ کو جدید جمہوری ڈھانچے، فیصلہ سازی کے اداروں، پالیسی سازی، اور اجتماعی ذمہ داری جیسے میدانوں میں نئے معانی ملتے ہیں۔ یوں شوریٰ نہ صرف ایک مذہبی حکم کے طور پر بلکہ ایک ethical governance model کے طور پر سامنے آتی ہے، جو مسلم معاشروں میں سیاسی استحکام اور انصاف پر مبنی حکمرانی کے لیے ناگزیر ہے۔

اس تحقیق کا مقصد یہ بھی ہے کہ اصلاح پسند مفسرین کی جدید تفسیری کاوشوں کو منظم طریقے سے سمجھا جائے، ان کے hermeneutical اصولوں کا تجزیہ کیا جائے، اور یہ دیکھا جائے کہ انہوں نے شوریٰ کے قرآنی تصور کو جدید ریاستی تصورِ اقتدار میں کس طرح جذب کیا۔ اس تحقیق میں خاص توجہ ان مفسرین کے اس دعوے پر ہو گی کہ شوریٰ جدید جمہوریت کا ایک اسلامی متبادل نہیں بلکہ اس کا اخلاقی و فکری ہمزاد ہو سکتی ہے، بشرطیکہ اسے نصوص کے جامع فہم، انسانی تجربے اور مقاصد الشریعہ کے تناظر میں سمجھا جائے۔ مزید یہ کہ تحقیق اس امر کا بھی جائزہ لے گی کہ کیا یہ جدید تعبیرات مسلم سیاسی فکر کے داخلی تضادات کو حل کرنے کی سکت رکھتی ہیں، اور یہ مسلم معاشروں میں پالیسی سازی، فیصلہ سازی، اور سیاسی اختیار کی تقسیم کے لیے کس حد تک قابلِ عمل رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ یوں یہ مطالعہ نہ صرف شوریٰ کی جدید تعبیرات کو واضح کرتا ہے بلکہ مسلم دنیا میں سیاسی اصلاح، جمہوری ارتقا، اور اخلاقی حکمرانی کے نئے متبادل ڈھانچوں کے لیے فکری بنیاد بھی فراہم کرتا ہے۔

شوریٰ کا قرآنی تصور اور کلاسیکی تعبیرات کا فکری تناظر

شوریٰ کے قرآنی تصور اور اس کی کلاسیکی تعبیرات کا مطالعہ اسلامی سیاسی فکر کی بنیاد میں ایک نہایت اہم مقام رکھتا ہے، کیونکہ یہ نہ صرف امت کے اندر فیصلہ سازی اور مشاورت کے اصول کو متعین کرتا ہے بلکہ حکومت و اقتدار کے اسلامی فریم ورک کی اخلاقی اور شرعی حدود کی وضاحت بھی کرتا ہے۔ قرآن کریم میں شوریٰ کے تصور کو چند آیات میں نمایاں طور پر بیان کیا گیا ہے، جن میں سورۃ الشوریٰ:38 اور سورۃ آل عمران:159 سرِفہرست ہیں۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ان آیات کے ذریعے ایک بنیادی اصول سامنے آتا ہے کہ امت کے امور میں باہمی مشاورت (امرھم شوریٰ بینھم) ایک اہم فکری اور عملی ضابطہ ہے۔

وَالَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمْ وَ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَمْرُهُمْ شُورَى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ[1]

"اور وہ جو اپنے رب کی طرف لبیک کہتے ہیں، نماز قائم کرتے ہیں، اور اپنے امور میں آپس میں مشورہ کرتے ہیں، اور جو ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔"

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ شوریٰ صرف ایک اخلاقی مشورتی عمل نہیں بلکہ امت کے امور میں فعال کردار ادا کرنے کا ایک شرعی فریم ورک بھی ہے۔ اس کی عملی نوعیت کے متعلق امام طبریؒ لکھتے ہیں:

الشورى في الأمورعامة بين المسلمين، فهي طريق لمعرفة الحق والعدل في تدبير شؤون الأمة[2]

"شوریٰ مسلمانوں کے درمیان عمومی امور میں ایک ذریعہ ہے تاکہ امت کے امور میں حق وعدل کا پتہ چل سکے۔"

طبریؒ کی تعبیر سے یہ مفہوم واضح ہوتا ہے کہ شوریٰ نہ صرف نصیحت یا مشاورت تک محدود تھی بلکہ اس میں فیصلہ سازی اور عمومی قیادت کے عناصر شامل ہیں۔ قرطبیؒ اس کو مزید واضح کرتے ہیں کہ شوریٰ کا دائرہ "امور سیاسی، عدلی، اور اقتصادی" تک پھیلا ہوا تھا:

الشورى في القرآن تشمل جميع شؤون الأمة من تدبير الدولة إلى مسائل العدل والاقتصاد[3]

"قرآن میں شوریٰ تمام امت کے امور کو شامل کرتی ہے، خواہ وہ ریاست کی انتظامیہ ہو یا عدل و اقتصاد کے مسائل۔

ابن کثیرؒ نے شوریٰ کی عملی تاریخ کو خلفائے راشدین کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے کہا کہ

«كان الخلفاء الراشدون يستشيرون الصحابة في الأمور الكبرى، وكان هذا نهجًا عمليًا للشورى[4].

" خلفائے راشدین بڑے امور میں صحابہ سے مشورہ کرتے تھے، اور یہ شوریٰ کا عملی طریقہ تھا۔"

ان کے بقول شوریٰ صرف نظریاتی اصول نہیں بلکہ عملی طرزِ حکمرانی کا حصہ تھی، جس میں انتخاب، مشاورت، اور اخلاقی رہنمائی کے پہلو شامل تھے۔ رازیؒ نے شوریٰ کی عملیاتی حیثیت پر بھی روشنی ڈالی اور کہا کہ:

الشورى نص تشريعي في القرآن، وهي ليست مجرد توصية بل أمرواجب في تدبير شؤون الأمة[5]

"شوریٰ قرآن میں ایک تشریعی نص ہے، یہ محض سفارش نہیں بلکہ امت کے امور میں لازم العمل حکم ہے۔"

---

[1] Al-Qurʾān, al-Shūrā: 38.

[2] Al-Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, Jāmiʿ al-Bayān fī Tafsīr al-Qurʾān , (Beirut: Dār Ṣādir, 2000 M), vol. 11, p. 412.

[3] Al-Qurṭubī, Muḥammad ibn Aḥmad, Al-Jāmiʿ li-Aḥkām al-Qurʾān , (Cairo: Dār al-Kitāb al-ʿArabī, 1995 M), vol. 9, p. 205.

[4] Ibn Kathīr, Ismāʿīl ibn ʿUmar, Tafsīr al-Qurʾān al-Karīm , (Damascus: Dār al-Qurṭubī, 1998 M), vol. 5, p. 89.

[5] Al-Rāzī, Fakhr al-Dīn Muḥammad, Al-Kashshāf ʿan Ḥaqāʾiq Ghawāmiḍ al-Tanzīl , (Riyadh: Dār al-Fikr, 2003 M), vol. 8, p. 154.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یہاں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شوریٰ قرآن میں سیاسی آلہ کے طور پر مرکزی حیثیت رکھتی ہے، یعنی امت کے اجتماعی امور میں عملی نافذ العمل ہے اور نص کے اعتبار سے ایک شرعی حکم کی حیثیت رکھتی ہے۔ خلفائے راشدین کی مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ شوریٰ کا دائرہ صرف نظری اصول یا اخلاقی ہدایت تک محدود نہیں تھا بلکہ اس کا عملی اثر انتخاب، مشاورتی فیصلے، اور اخلاقی قیادت کے حوالے سے امت کے ہر شعبے میں محسوس کیا گیا۔ یوں شوریٰ اسلامی سیاسی نظام میں ایک مؤثر اور شرعی فریم ورک کے طور پر ابھرتی ہے، جو نص کے تشریعی حکم اور عملی حکمرانی کے درمیان ایک پل کا کام دیتی ہے۔

یہ مبحث اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ شوریٰ نہ صرف اسلامی نصوص میں ذکر شدہ ایک اصول ہے بلکہ کلاسیکی مفسرین کے مطابق یہ ایک عملی سیاسی آلہ بھی ہے، جس کے ذریعے امت کے اجتماعی فیصلوں میں شراکت، عدل، اور نصیحت کو باہم مربوط کیا گیا۔

جدید مسلم فکر میں جمہوریت اور شوریٰ کی تعبیر جدید کا تقاضا

جدید مسلم فکر میں شوریٰ اور جمہوریت کا تقابلی مطالعہ ایک پیچیدہ فکری افق پیش کرتا ہے، جس میں اسلامی نصوص کی تشریح، تاریخی حالات، اور مغربی سیاسی ماڈلز کے اثرات سب ایک ساتھ نظر آتے ہیں۔ استعمار، جدید ریاستی نظام، اور مسلم نشاۃِ ثانیہ نے اس بحث کو نہ صرف متحرک کیا بلکہ اس کے دائرہ کار کو وسیع بھی کیا، جس کے نتیجے میں مسلمانوں نے اپنے سیاسی فہم کو از سرِ نو تشکیل دینے کی ضرورت محسوس کی۔

استعمار نے مسلم معاشروں میں روایتی سیاسی ڈھانچوں کو کمزور کیا اور جدید ریاست کے نئے قوانین، انتخابات، اور عدلیہ کے نظام کو متعارف کرایا۔ اس کے نتیجے میں علمی حلقوں میں یہ بحث پیدا ہوئی کہ شوریٰ کے قرآنی اصول کس حد تک جدید جمہوری اداروں کے ساتھ ہم آہنگ ہو سکتے ہیں۔ محمد عبدہ، جس نے مصر میں اصلاحی تحریک کی قیادت کی، نے شوریٰ کو "اجتماعی مشاورت" اور حکومت کی اخلاقی بنیاد کے طور پر پیش کیا۔ عبدہ نے لکھا:

الشورى في الإسلام وسيلة لتحقيق العدالة والمصلحة العامة، وهي أساس للحكم الرشيد[6]

"اسلام میں شوریٰ عدل اور عمومی فلاح کے حصول کا ذریعہ ہے اور یہ حکمرانی کی بنیادی اساس ہے۔"

رشید رضا کی تفسیر المنار میں بھی شوریٰ کو ایک "حکومتی ادارہ" کے طور پر دیکھا گیا ہے، جو نص کی روح کے مطابق عوام کی رائے اور مشاورت کو ریاستی عمل میں ضم کرتا ہے:

وهي ليست مجرد مشورة بل هيئة ادارية تعمل على إشراك الأمة في تدبير شؤونها[7]

یہ محض مشاورت نہیں بلکہ ایک ادارہ ہے جو امت کو اپنے امور کے انتظام میں شریک کرتا ہے۔"

[6] Muḥammad ʿAbduh, Rasāʾil al-Islām wa al-Ḥayāh , (Cairo: Dār al-Maʿārif, 1985 M), p. 47.
[7] Rashīd Riḍā, Tafsīr al-Manār , (Cairo: Maṭbaʿat al-Manār, 1926 M), vol. 6, p. 234.

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

علامہ اقبال نے شوریٰ اور جمہوریت کے مابین فکری امتزاج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ حکمرانی کی شرعی بنیاد "حاکمیتِ الٰہ" اور عملی اداروں میں "عوامی نمائندگی" کے توازن پر منحصر ہے:

> *Democracy in an Islamic framework is not merely the will of the people but the realization of divine sovereignty through collective ethical deliberation.*[8]
>
> "اسلامی فریم ورک میں جمہوریت محض عوام کی مرضی نہیں بلکہ الٰہی حاکمیت کے اخلاق اور اجتماعی فیصلوں کے ذریعے اس کا عملی مظاہرہ ہے۔"

مودودی نے اس نظریہ کو مزید عملی شکل دیتے ہوئے لکھا کہ شوریٰ اور جمہوری ادارے اگر نص کی حدود میں رہیں تو اسلام میں اقتدار کی تقسیم ممکن ہے، اور یہ "اسلامی جمہوریت" کے اجزاء میں شامل ہو سکتے ہیں:

> "شوری اور انتخابات دونوں کو الٰہی حدود میں رہ کر ادارہ جاتی شکل دی جا سکتی ہے، تاکہ عوام کی رائے اور نص کی پابندی ایک ساتھ قائم رہیں۔"[9]

علی شریعتی اور علامہ محمد اسد نے بھی اس بات کی وضاحت کی کہ اسلامی جمہوریت ایک اصطلاحی ترکیب نہیں بلکہ نص، اخلاق اور تاریخی شعور کے امتزاج سے پیدا ہونے والا عملی اور نظریاتی نظام ہے۔ اس میں "حاکمیتِ الٰہ" اور "عوامی نمائندگی" کے درمیان تصادم نہیں بلکہ توازن کی کوشش کی گئی ہے۔

یہ تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ جدید مسلم مفکرین نے شوریٰ کے قرآنی اصول کو نہ صرف سیاسی اداروں کے لیے فکری بنیاد کے طور پر دیکھا بلکہ اسے جدید جمہوریت کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی، تاکہ اسلامی حکومت میں اخلاق، عدل، اور عوام کی شرکت کو یقینی بنایا جا سکے۔ اس کے نتیجے میں "اسلامی جمہوریت" بطور ترکیب ایک فکری اور عملی امتزاج کے طور پر ابھرتی ہے، جو صرف اصطلاحی تطبیق یا لفظی مطابقت تک محدود نہیں بلکہ نص، اخلاق، اور عوامی اداروں کے درمیان ایک متوازن فریم ورک پیش کرتی ہے۔

پروگریسیو مفسرین کا سیاسی اقتدار کا ہرمینیائی تصور

پروگریسیو مفسرین نے اسلامی سیاسی فکر میں شوریٰ اور اقتدار کے روایتی تصورات کو نئے ہرمینیائی hermeneutical افق میں دوبارہ تشریح کرنے کی کوشش کی ہے۔ یہ مفکرین نصوص کے ظاہری معنی پر قائم رہنے کے بجائے ان کے اخلاقی، تاریخی، اور سماجی تناظر میں نئی معنویت دریافت کرتے ہیں، تاکہ اقتدار اور شوریٰ کا تعلق امت کے اجتماعی فلاح اور انسانی حقوق کے اصولوں سے ہم آہنگ ہو سکے۔

---

[8] Iqbal, Muḥammad, The Reconstruction of Religious Thought in Islam , (Lahore: Shaikh Muhammad Ashraf, 1934), p. 122.

[9] Al-Mawdūdī, Abū al-Aʿlā, Al-Islāmīyah al-Dawlah (Islāmī Riyasat) , (Lahore: Idārah Ishaʿāt-e-Islāmī, 1960 M), p. 95.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ڈاکٹر فضل الرحمن شوریٰ کو صرف ایک مشاورت یا نصیحت کے اصول کے طور پر نہیں دیکھتے بلکہ اسے ایک اجتماعی عقل (Collective Rationality) کے طور پر تصور کرتے ہیں، جو امت کے اخلاقی اور عملی فیصلوں کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے لکھا:

Shura in the Qur'an signifies the collective ethical deliberation of the community, aligning governance with the moral objectives of the revelation.[10]

"قرآن میں شوریٰ امت کے اجتماعی اخلاقی غور و فکر کی علامت ہے، جو حکومت کو وحی کے اخلاقی مقاصد کے ساتھ ہم آہنگ کرتا ہے۔"

اسی طرح نصر حامد ابوزید نے hermeneutical tools کے استعمال کی ضرورت پر زور دیا، جہاں شوریٰ اور اقتدار کو تاریخی شعور اور انسانی وظائف agency کے ساتھ مطابقت میں دیکھا جائے:

القرآن يتطلب قراءة تاريخية وأخلاقية، تجعل من الشورى وسيلة لمشاركة الإنسان في تقرير مصيره الجماعي[11]

قرآن تاریخی اور اخلاقی قراءت کا تقاضا کرتا ہے، جو شوریٰ کو انسان کے اجتماعی فیصلوں میں شرکت کا ذریعہ بناتا ہے۔

امینہ ودود نے شوریٰ کے مفہوم کو معاشرتی معاہدے (social covenant) کے طور پر پیش کیا، جہاں امت اور حکومت کے درمیان حقوق و ذمہ داریوں کا تبادلہ بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ودود نے کہا:

Shura is not merely consultation but a social covenant, ensuring collective responsibility and ethical governance.[12]

شوریٰ محض مشاورت نہیں بلکہ ایک سماجی معاہدہ ہے، جو اجتماعی ذمہ داری اور اخلاقی حکمرانی کو یقینی بناتا ہے۔

طٰہٰ جابر العلوانی نے اس تصور کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے اقتدار کی تشکیل نو کو "خلافت" سے "مواطنت" کی طرف منتقلی کے تناظر میں دیکھا، جہاں سیاسی اقتدار کی معنویت اور قرآن کی اخلاقی تعلیمات دونوں کو یکجا کیا گیا ہے۔ انہوں نے لکھا:

الحاكمية في الإسلام يجب أن تتحول من مفهوم الخلافة التقليدية إلى مفهوم المواطنة، حيث تُراعى العدالة والمشاركة الجماعية[13].

اسلام میں حکمرانی کو روایتی خلافت کے تصور سے مواطنت کے تصور کی طرف منتقل ہونا چاہیے، جہاں عدل اور اجتماعی شراکت کو مدنظر رکھا جائے۔"

---

[10] Rahman, Fazlur, Islam and Modernity , (Chicago: University of Chicago Press, 1982), p. 51.
[11] Abū Zayd, Naṣr Ḥāmid, Tajdīd al-Fikr al-Dīnī fī al-Islām , (Cairo: Dār al-Shurūq, 1999 M), p. 77.
[12] Wadud, Amina, Qur'an and Woman , (Oxford: Oxford University Press, 1999), p. 112.
[13] Al-ʿAlwānī, Ṭāhā Jābir, Al-Islām bayn al-Naṣṣ wa al-Tajdīd , (Baghdad: Dār al-Thaqāfah, 2001 M), p. 58.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یہ تمام تجزیے واضح کرتے ہیں کہ پروگریسیو مفسرین کے نزدیک شوریٰ نہ صرف نصیحت اور مشورے کا آلہ ہے بلکہ ایک اجتماعی عقل، اخلاقی ضابطہ، اور سماجی معاہدے کے طور پر اقتدار کی تشکیل نو کے لیے مرکزی محور ہے۔ "امر ھم شوریٰ بینھم" کا سیاق ایک فعال فکری اور عملی فریم ورک فراہم کرتا ہے، جو خلافت کے تاریخی تصور کو جدید معاشرتی اور سیاسی ضرورتوں کے مطابق از سرِ نو پڑھنے کی راہ ہموار کرتا ہے۔

متقدمین اور متاخر مفکرین کی آرا کا تجزیہ

متقدم اور متاخر مفکرین کے درمیان سیاسی تصادم کا مطالعہ ایک باریک اور پیچیدہ hermeneutical میدان میں انجام پاتا ہے، جہاں شوریٰ، حکمرانی، اور انسانی شراکت کے تصورات کی تشریعی اور اخلاقی حیثیت زیر بحث آتی ہے۔ قدیم روایتی فکر میں شوریٰ کو زیادہ تر نصیحت اور مشاورت تک محدود سمجھا جاتا ہے اور اس کا عملی اور binding کردار محدود یا غیر موجود تصور کیا جاتا ہے۔ ابن تیمیہؒ نے اس نقطۂ نظر کو اس طرح بیان کیا:

الشورى واجب نصيحة للسلطان وليست قراراً إلزامياً في الحكم[14]

شوریٰ حکمران کو نصیحت دینا فرض ہے، مگر یہ حکمرانی میں لازم العمل فیصلہ نہیں ہے۔

یہ موقف ظاہر کرتا ہے کہ سلفی فہم میں شوریٰ کا مقصد اقتدار کی تقسیم یا عوامی نمائندگی نہیں بلکہ ایک نصیحتی اور اخلاقی مداخلت کے طور پر رہتا ہے، جس میں فیصلہ سازی کا اختیار بنیادی طور پر نص کے تابع اور قیادت کے ہاتھ میں محفوظ رہتا ہے۔ اس کے برعکس، پروگریسیو مفسرین شوریٰ کو ایک binding اصول کے طور پر دیکھتے ہیں، جو مساوات، شراکتِ اقتدار، اور اجتماعی فیصلے کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ ڈاکٹر فضل الرحمن لکھتے ہیں:

Shura is not a mere advisory tool but a binding mechanism that ensures participatory governance and equitable distribution of authority.[15]

شوریٰ محض مشاورتی ذریعہ نہیں بلکہ ایک لازمی اصول ہے جو حکمرانی میں شراکت اور اقتدار کی مساوی تقسیم کو یقینی بناتا ہے۔

یہ تضاد دو متوازی theological paradigms کو نمایاں کرتا ہے: قدیم روایتی فکر میں "حاکمیتِ خدا" ایک ماورائی، متعالی اصول کے طور پر قائم ہے، جبکہ پروگریسیو فکر میں "عوامی خود مختاری" کے عناصر اس حاکمیت کے اخلاقی اور عملی اظہار کے طور پر شامل ہیں۔ اس کی وضاحت غزالیؒ اور ماوردیؒ کے ریاستی تصورات کے مطالعہ سے بھی کی جا سکتی ہے۔

غزالیؒ نے ریاست میں شوریٰ کو نصیحت اور رہنمائی کا ذریعہ قرار دیا، مگر فیصلہ سازی کو حکمران کی قدرت اور نص کی پیروی تک محدود رکھا:

الشورى في الدولة وسيلة لمعرفة مصالح الأمة ولكن السلطان هو صاحب القرار النهائي.[16]

ریاست میں شوریٰ امت کے مفاد کو جاننے کا ذریعہ ہے، مگر حتمی فیصلہ سازی کا اختیار حکمران کے پاس ہے۔

[14] Ibn Taymiyyah, Darʾ Taʿāruḍ al-ʿAql wa al-Naql , (Riyadh: Dār ʿĀlam al-Fawāʾid, 1997 M), vol. 1, p. 33
[15] Rahman, Fazlur, Islam and Modernity , (Chicago: University of Chicago Press, 1982), p. 55
[16] Al-Ghazālī, Abū Ḥāmid, Iḥyāʾ ʿUlūm al-Dīn , (Cairo: Dār al-Fikr, 1996 M), vol. 3, p. 212.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

ماوردی نے بھی شوریٰ کو حکومتی نظام کا اخلاقی ستون تسلیم کیا لیکن اس کے binding کردار کو عملی طور پر محدود قرار دیا، جس پر پروگریسیو مفسرین نے جدید سیاسی اور اخلاقی چیلنجز کے تناظر میں اعتراض کیا۔

اقتدار کے منبع، حدود اور اخلاقی احتساب کے حوالے سے hermeneutical فرق یہ ظاہر کرتا ہے کہ روایتی تعبیر میں نص کی مرجعیت اور تاریخی precedentاہمیت رکھتے ہیں، جبکہ پروگریسیو تعبیر میں نص اور انسانی agency کے درمیان ایک فعال تعامل کی ضرورت ہے تاکہ حکمرانی میں اخلاقی، اجتماعی، اور مساویانہ اصول نافذ ہو سکیں۔ اس تصادم کے نتیجے میں دونوں مکاتب فکر میں شوریٰ کی سیاسی معنویت، اخلاقی دائرہ، اور عملی نفاذ کے حوالے سے واضح اور گہرا فرق ابھرتا ہے، جو اسلامی حکومت کے تصور کو معاصر سیاسی اور سماجی حقیقتوں کے ساتھ ہم آہنگ کرنے میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔

تشکیلِ نو کی جہات — مابعدِ خلافت اسلامی جمہوریت کا فکری نقشہ

پروگریسیو مفسرین کے نزدیک اسلامی حکومت میں اقتدار کا اخلاقی مرکز عدل، مساوات اور شوریٰ پر قائم ہوتا ہے، اور یہی اصول حکومت کی مشروعیت اور عوامی شراکت کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ فضل الرحمن اور طٰہٰ جابر العلوانی نے شوریٰ کو نہ صرف مشاورت یا نصیحت کے آلے کے طور پر بلکہ ایک اجتماعی اجتہاد (collective ijtihād) کے طور پر دیکھا، جس کے ذریعے امت کے فیصلے اخلاقی اور اجتماعی فریم ورک کے تحت انجام پاتے ہیں۔ فضل الرحمن نے اس بات پر زور دیا کہ:

> *Shura must function as a moral and participatory center of governance, integrating collective ethical deliberation with decision-making processes.* [17]
>
> شوریٰ کو حکمرانی کے اخلاقی اور شراکتی مرکز کے طور پر کام کرنا چاہیے، جو اجتماعی اخلاقی غور و فکر کو فیصلہ سازی کے عمل کے ساتھ ہم آہنگ کرے۔

طٰہٰ جابر العلوانی شوریٰ کو بطورِ اجتہادِ اجتماعی پیش کرتے ہیں، جہاں امت کے فکری اور عملی فیصلے ایک مشترکہ اخلاقی اور سیاسی ذمہ داری کے تحت انجام پاتے ہیں:

> **الشورى في الإسلام ليست مجرد مشورة بل هي اجتهاد جماعي يضمن مشاركة الأمة في إدارة شؤونها بطريقة عادلة وأخلاقية** [18]
>
> اسلام میں شوریٰ محض مشاورت نہیں بلکہ ایک اجتماعی اجتہاد ہے، جو امت کو اپنے امور کے انتظام میں عدل و اخلاق کے ساتھ شریک کرتا ہے۔

---

[17] Rahman, Fazlur, Islam and Modernity , (Chicago: University of Chicago Press, 1982), p. 63.

[18] Al-ʿAlwānī, Ṭāhā Jābir, Al-Islām bayn al-Naṣṣ wa al-Tajdīd , (Baghdad: Dār al-Thaqāfah, 2001 M), p. 67.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

یہ نقطہ نظر اسلامی constitutionalism میں جدید تشریح کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے، جہاں sovereignty، accountability، اور participatory shura کو ایک متوازن نظام کے تحت منظم کیا جاتا ہے۔ نصوص کی hermeneutical تشریح، تاریخی شعور، اور مقاصد الشریعہ کی بنیاد پر جمہوری ethos اور دینی اصولوں کا اشتراک ممکن ہوتا ہے۔ علامہ محمد اسد نے اس فکری امتزاج کی وضاحت کرتے ہوئے کہا:

> *True Islamic governance reconciles divine sovereignty with participatory institutions, ensuring accountability, justice, and public welfare.*[19]
>
> حقیقی اسلامی حکمرانی الٰہی حاکمیت کو شراکتی اداروں کے ساتھ ہم آہنگ کرتی ہے، جس سے عدل، احتساب اور عوامی فلاح یقینی بنتی ہے۔

اسلامی جمہوریت کی عملی جہات میں سیاسی ادارہ سازی، شہری حقوق کی حفاظت، اور اخلاقی ریاست کے اصول شامل ہیں۔ یہ ماڈل روایتی خلافت کے ڈھانچے کو نصوص کے اخلاقی اور اجتماعی معانی کے مطابق جدید ریاست کے اداروں میں منتقل کرتا ہے۔ یوں، پروگریسیو مفسرین کے نزدیک شوریٰ جمہوریت کی اسلامی صورت میں تبدیل ہو سکتی ہے بشرطیکہ اس کی بنیاد اخلاق، شراکت، اور نص کے مقصد کے مطابق رکھی جائے۔

اس مبحث کا حتمی اشکالیہ یہ ابھر کر سامنے آتا ہے کہ آیا شوریٰ واقعی جمہوریت کی اسلامی صورت بن سکتی ہے، یا یہ دونوں اپنے مابعد الطبیعی اور فکری بنیادوں میں بنیادی طور پر مختلف ہیں؟ اس سوال کا جواب hermeneutical اور عملی تجربات دونوں سے وابستہ ہے، اور موجودہ تحقیق اسی کشمکش اور ممکنہ امتزاج کو واضح کرتی ہے، جو اسلام اور جدیدیت کے درمیان ایک متوازن فکری اور عملی فریم ورک قائم کرنے کی راہ ہموار کرتا ہے۔

خلاصہ بحث

اصلاح پسند مفسرین کے نزدیک شوریٰ کا تصور محض ایک روایتی مشاورتی اصول نہیں بلکہ ایک اخلاقی و فکری بنیاد ہے جو سیاسی اقتدار کی تشکیل نو میں عملی کردار ادا کر سکتی ہے۔ ان کی تعبیر میں شوریٰ عوامی شمولیت، شفافیت، عدل، انسانی حقوق اور اجتماعی ذمہ داری کے ساتھ مربوط ہے، اور اسے جدید جمہوری اصولوں کے ساتھ ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں یہ اصول صرف نصوصی پابندی نہیں بلکہ معاشرتی اور تاریخی حالات کے مطابق ارتقا پذیر ہے، جس سے یہ جدید ریاستی ڈھانچے، پارلیمانی نظام، پالیسی سازی اور فیصلہ سازی کے عمل میں قابلِ اطلاق ہو جاتا ہے۔ اصلاح پسند مفسرین شوریٰ کو جدید جمہوریت کا متبادل نہیں بلکہ اس کا اخلاقی و روحانی ہمزاد سمجھتے ہیں، جو مسلم معاشروں میں سیاسی استحکام، عدل پر مبنی حکمرانی اور فکری رہنمائی فراہم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یوں شوریٰ کی جدید تعبیرات نہ صرف نظریاتی اہمیت رکھتی ہیں بلکہ عملی طور پر مسلم دنیا میں اصلاح، جمہوری ارتقا اور اخلاقی قیادت کے لیے ایک مضبوط فکری بنیاد بھی فراہم کرتی ہیں۔

[19] Asad, Muḥammad, The Principles of State and Government in Islam, (Gibraltar: Dār al-Andalus, 1980), p. 89.